درسِ قرآن

محمد احمد حافظ

تقویٰ کا حق ادا کرو (۲)

یَاایُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُو اتَّقُو اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَاتَمُوتُنَّ اِلَّاوَاَنتُم مُّسلِمُون (آلِ عمران:۱۰۲)

’’اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو مگر حالت اسلام میں‘‘

خلاصہ: گذشتہ درس میں تقویٰ کی لُغوی واصطلاحی تشریح، اسلام میں تقویٰ کا مقام، تقویٰ کے ثمرات اور متقین کی صفات کے بارے میں کچھ عرض کیا گیا تھا۔ آج کے درس میں بھی تقویٰ کے بارے میں مزید گفتگو ہوگی۔

تقویٰ معیارِ فضیلت ہے

انسانی معاشرے میں ہر طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں، اچھے بُرے، عالم جاہل۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کون لوگ مقرّب ہیں یا انسانی معاشرے میں کون لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیلت رکھتے ہیں اس بارے میں قرآ مجید میں ایک اصولی فیصلہ ذکر فرما دیا گیا ہے.....قرآن مجید میں ہے:

یَاایُّھَاالنَّاسُ اِنَّاخَلَقنَاکُم مِن ذَکَرٍوَاُنثٰی وَجَعَلنَاکُم شُعُوبًاوَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوااِنَّ اَکرَمَکُم عِندَاللّٰہِ اَتقَاکُم اِنَّ اللّٰہَ عَلِیمٌ خَبِیر (حجرات:۱۳)

> ’’اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں قبیلوں اور کنبوں میں تقسیم کیا ہے تا کہ تم آپس میں جان پہچان حاصل کرسکو، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ شرف والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ مُتّقی ہے۔ بے شک اللہ بڑا ہی علم والا اور باخبر ہے۔‘‘

آیتِ کریمہ کے مطابق تمام انسان آدم وحوّا کی اولاد ہیں اور اس نسبی تعلق کی بناء پر کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں، نہ گورے کو کالے پر نہ مال دار کو فقیر پر، نہ حسب نسب والے کو کم تر ذات والے پر، اگر فضیلت حاصل ہے تو محض ’’تقویٰ‘‘ کی بنیاد پر ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ معزز ومکرم وہ ہے جو تقویٰ والا ہو۔ یعنی فرائض وواجبات کی ادائیگی کرنے والا ہو اور گناہوں کو چھوڑنے والا ہو۔ اگر ایک آدمی مال ودولت یا شکل وصورت کے اعتبار سے کم تر ہے لیکن اس کی زندگی خوف وخشیّتِ الٰہی سے عبارت ہے تو وہ قیامت کے دن ان مال داروں اور حسب نسب والوں سے بڑھا ہوا ہوگا جو فاسق وفاجر اور اللہ کے نافرمان ہوں گے۔ دنیوی کرّ وفر، جاہ وحشمت اور عہدہ ورتبہ سب اس دن ہیچ ہوں گے۔ سوائے خوفِ الٰہی کے اس دن اور کچھ کام نہیں آئے گا۔ اس لیے کہ درحقیقت خوفِ خدا اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کی دلیل اور اس کی حاکمیت وکبریائی کے اعتراف کا اظہار ہے۔ ہدایت ورہنمائی قبول کرنے کی شرطِ اول ہے، تزکیۂ نفس وروح کی بنیاد ہے، اسلام کی اساس اور

پرہیزگاری اور پارسائی کی ضمانت ہے۔ایک صاحبِ نسبت بزرگ فرماتے ہیں: ’’تقویٰ‘ ہر شے کا ہے.....مثلاً آنکھ کا تقویٰ یہ ہے کہ کسی کو بری نگاہ سے نہ دیکھے۔زبان کا تقویٰ یہ ہے کہ کسی کی غیبت نہ کرے، جھوٹ نہ بولے، گالی نہ دے، ہاتھ کا تقویٰ یہ ہے کہ کسی پر ظلم نہ کرے، پاؤں کا تقویٰ یہ ہے کہ بری جگہ چل کر نہ جائے، پیٹ کا تقویٰ یہ ہے کہ حرام مال نہ کھائے، وضع قطع کا تقویٰ یہ ہے کہ خلافِ شریعت نہ ہو۔‘‘ جو شخص اس معیار پر پورا اترتا ہو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت وشرف والا ہوگا۔

حصولِ تقویٰ کے ذرائع

حقِ تقویٰ اس وقت تک ادا نہیں ہو پائے گا‘ جب تک ان ذرائع کو اختیار نہ کیا جائے۔ جو تقویٰ کو ممکن بناتے ہیں‘ ان ذرائع کے بغیر تقویٰ کی حقیقت نصیب نہیں ہوسکتی.....وہ کیا ہیں؟ ان کا جاننا ہر مسلمان کا اوّلین فریضہ ہے.....تقویٰ کے ذرائع حسبِ ذیل ہیں:

(۱) دینی عقائد سے آگاہی حاصل کی جائے، باطل کی پہچان پیدا کی جائے، شرکیہ خیالات وافکار سے مکمل اجتناب برتا جائے۔

(۲) دل ودماغ کے تمام رذائل باطنیہ مثلاً حسد، کینہ، بغض وعداوت، کبر ونخوت سے پاک کیا جائے، حرام کمائی کھانے، خیانت کرنے، سود کھانے، تہمت دھرنے، عیب نکالنے، جھوٹ بولنے اور بدنظری کرنے سے بہرصورت بچا جائے۔

(۳) حلال ذرائع آمدن اختیار کئے جائیں، حرام کے ادنیٰ سے ادنیٰ شائبے سے بھی بچا جائے۔

(۴) گناہوں سے توبہ اور انابت الی اللہ کا اہتمام کیا جائے۔کبھی بشری تقاضوں کے مطابق گناہ ہو بھی جائے تو فوراً توبہ کرلی جائے۔

(۵) اللہ ورسول ﷺ کی فرمانبرداری کو لازم پکڑ لیا جائے اور احکام دین پر بلا چون وچرا عمل کرنے کا اپنے اندر جذبہ بیدار کیا جائے‘ ان میں گنجائش ورخصت تلاش نہ کی جائے۔

سورۃ نور میں ارشاد ہے: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ O

’’اور جو شخص اللہ ورسول کا فرمانبرداری کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کی مخالفت سے بچے تو ایسا آدمی کامیاب بندوں میں سے ہے۔‘‘

(۶) حقوق العباد کی ادائیگی کی فکر کی جائے انہیں معمولی نہ سمجھا جائے۔حقوق العباد سے خلاصی ادا کئے بغیر یا معاف کرائے بغیر نہیں ہوگی۔

(۷) متقی علماء ومشائخ کی صحبت وزیارت کا اہتمام کیا جائے۔ان کی مجالس میں بیٹھا جائے اور ان سے کسبِ فیض کی کوشش کی جائے۔

(۸) روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے۔کچھ وقت ترجمہ وتفسیر کے لئے بھی نکالا جائے تاکہ انسان قرآن مجید کے مطالبات سے آگاہ ہو اور حقیقتِ ایمان دلوں میں راسخ ہوجائے۔

(۹) پانچوں وقت نماز کی ادائیگی جماعت کے ساتھ کی جائے۔اپنے اہل وعیال کو بھی نماز کا پابند بنایا جائے۔دیگر فرائض مثلاً روزہ، زکوٰۃ، حج کا اہتمام کیا جائے۔

(۱۰) اپنے گھر کے ماحول کو آلات معصیت اور ذرائع معصیت سے پاک کیا جائے۔

یہ چند ذرائع ہیں جنہیں اختیار کر کے تقویٰ کی شاہراہ پر گامزن ہوا جاسکتا ہے۔

تقویٰ کے انعامات

جولوگ دنیوی زندگی میں اطاعتِ زندگی اختیار کرتے ہیں' مرغوباتِ دنیا کو پس پشت ڈال کر رضاءِ الٰہی کے حصول کی کوشش کرتے ہیں اوراس راہ میں کلفت ومصیبت اور تنگی کو برداشت کرتے ہیں'ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے بے شمار انعامات کا وعدہ کررکھا ہے'اس لیے کہ یہی لوگ اللہ کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندے ہوتے ہیں۔قرآن مجید میں کئی جگہ متقین کے لیے انعامات کا تذکرہ ہے۔سورۃ محمد میں ارشاد ہے:

''مثال اس جنت کی جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے' یہ ہے کہ اس میں نہریں ہوں گی پانی کی'جس میں ذرا بھی تغیر نہ ہوا ہوگا اور نہریں ہوں گی دودھ کی جس کا ذائقہ تبدیل نہ ہوا ہوگا اور نہریں ہوں گی شراب کی جو پینے والوں کے لیے یکسر لذت ہوں گی اور نہریں ہوں گی صاف شفاف شہد کی اور اس میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اوران کے رب کی طرف سے مغفرت بھی۔''(سورۃ محمد:۱۵)

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

''بے شک متقی بندے باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے،وہ محظوظ ہورہے ہوں گے،ان نعمتوں سے جوان کوان کے رب نے دے رکھی ہوں گی اور اس بات سے کہ ان کے پروردگار نے انہیں عذاب سے محفوظ رکھا،کھاؤ پیو، بےغل وغش اپنے ان اعمالِ صالحہ کے صلے میں جو تم کرتے رہے۔ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔ صف بہ صف تختوں کے اوپر'اور ہم ان کو بیاہ دیں گے۔غزالی چشم حوروں سے۔''(سورہ طور:۱۷تا۲۰)

آخری بات

حقیقت یہ ہے کہ متقین کے لیے تیار کئے گئے انعامات اس قدر ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔انسان پر کبھی بے یقینی کی کیفیات طاری ہوجاتی ہیں اور وہ آخرت کی طرف سے غافل ہوجاتا ہے'اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو بھول جاتا ہے تو گناہوں کی طرف اس کا میلان بڑھ جاتا ہے۔انسانی فطرت میں جلد بازی بھی ہے'اس لیے شاہراہِ تقویٰ کی مشکلات سے گھبرا کر فوری فائدے کی طرف بھاگتا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ وہ اسی دنیا کو جنت بنالے اور اسی زندگی میں ہر طرح کی تعیّشات سے بھرپور انداز میں متمتع ہولے۔چنانچہ وہ قدم قدم پر قانونِ الٰہی کو توڑتا اور گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔یقیناً یہ طرزِ عمل سراسر خسارے کا سودا ہے۔

ایک مسلمان کے تو مدنظر ہونا چاہیے کہ بندے پر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں وہ کسی اور کے نہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنی قائم کردہ حدود وقیود کو توڑنے کی جو سزا مقرر فرمائی ہے'اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت وقتی اور عارضی طور پر مطلوب نہیں بلکہ یہ زندگی کی آخری سانس تک کا معاملہ ہے۔ولاتموتن الا وانتم مسلمون میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کی حقیقت اور تقویٰ والی زندگی نصیب فرماویں۔آمین یارب العالمین۔